2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

ابتدائی اظہاریوں سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کی معیشت مالی سال 18ء میں جی ڈی پی کی نمو کا مقررہ 6.0 فیصد ہدف حاصل کرنے کی اچھی پوزیشن میں ہے۔ توقع ہے کہ معاشی کارکردگی کو بہتر بنانے میں زراعت، صنعت اور خدمات تینوں شعبے اپنا کردار ادا کریں گے۔

زراعت کے شعبے میں بہتر یافتوں، زرعی پیداوار کی اچھی قیمتوں، اور حکومتی اعانت (جیسے خادم پنجاب کسان پیکیج) سے فصلوں کے شعبے کی کارکردگی بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ خریف کی تمام اہم فصلوں (علاوہ کپاس) نے مالی سال 18ء کا ہدف حاصل کیا یا پیداوار ہدف سے زائد رہی۔[1] اگرچہ ربیع کے موسم میں پانی کی ممکنہ قلت نے گندم کی پیداوار پر کچھ منفی اثر ڈالا ہو گا، تاہم خریف کے موسم میں مضبوط کارکردگی کے ساتھ حکومت کے اعانتی اقدامات کی بدولت مالی سال 18ء میں فصل کے شعبے کو صحت مند نمو کے حصول میں مدد ملی۔[2]

صنعتی لحاظ سے کم شرح سود، مستحکم شرحِ مبادلہ، امن وامان کی صورت حال میں بہتری اور توانائی کی رسد کے بڑھنے سے اس شعبے کو اشد ضروری اعانت حاصل ہوئی۔[3] مزید برآں، بلند آمدنی اور قوت خرید میں بہتری کے باعث صارفی پائیدار و غیر پائیدار اجزا کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے؛ یہ اثرات خاص طور پر دیہی علاقوں میں زیادہ مضبوط ہیں جہاں پر مسلسل دوسرے برس فصلوں کی زیادہ پیداوار صرف کو بڑھانے کا باعث بن رہی ہے۔ تعمیرات کے شعبے میں انفرااسٹرکچر اخراجات (سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام اور سی پیک دونوں کے تحت) کا نتیجہ سیمنٹ اور فولاد کی مضبوط طلب کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی صنعتوں میں 10 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی، جو مالی سال 17ء کی اسی مدت میں 1.8 فیصد کی سطح پر تھی۔

[1] اگرچہ کپاس کی پیداوار ہدف سے کم رہی لیکن یہ گذشتہ برس کی سطح سے زیادہ ہے۔

[2] کھاد، بیج، کیڑے مار ادویات کی بہتر دستیابی کے ساتھ بینکوں کے سستے قرضوں اور حکومت کی امدادی قیمتوں سے ربیع کی فصلوں کو درکار اعانت مہیا ہو گی۔

[3] کوئلے، ایل این جی اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں اضافہ اور بجلی کی بلند پیداوار توانائی کی دستیابی میں بہتری کو ظاہر کرتی ہے۔

خدمات کا شعبہ بھی اجناس کے پیداواری شعبوں کی صحت مند نمو سے استفادے کی اچھی پوزیشن میں ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے والوں میں خدمات کے دو بڑے ذیلی شعبے تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات شامل ہیں۔ خدمات کو زیادہ تحریک تجارتی سرگرمیوں میں اضافے اور ٹیلی گنجائیت کے بڑھنے سے حاصل ہوئی ہے۔

پچھلے کچھ عرصہ سے مہنگائی کی سازگار صورت حال نے بھی نمو کی موجودہ رفتار کو برقرار رکھنے میں کردار ادا کیا ہے۔ **باکس 2.1** میں دیے گئے عملی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں اقتصادی نمو کے لیے مہنگائی کی 6 فیصد سے کم شرح سازگار ہے۔ دیگر عوامل کے علاوہ کم اور مستحکم قیمتوں سے معاشی حالات پر اعتماد بڑھتا ہے جس سے معاشی فیصلہ سازی میں سہولت ملتی ہے۔ اس کی عکاسی متعدد شعبوں میں سرمایہ کاری اقدامات سے ہوتی ہے جن پر عملدرآمد کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ سیمنٹ، فولاد، گاڑیوں، غذا اور گھریلو برقی آلات کے پیداکاروں نے مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں نئی سرمایہ کاریوں کا اعلان کر رکھا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ اس رجحان میں مزید تیزی آئے گی کیونکہ معاشی نمو کے راستے میں حائل اہم رکاوٹوں (توانائی کی قلت، امن وامان کی صورت حال) کو دور کیا جا چکا ہے۔ بڑھتی ہوئی صارفی طلب کو پورا کرنے، درآمدات پر انحصار میں کمی اور ایسی معیاری مصنوعات کی تیاری پر سرمایہ کاری میں تیزی سے اضافہ کلیدی اہمیت کا حامل ہے جو عالمی منڈیوں میں مسابقت کر سکیں۔

باکس 2.1 مہنگائی اور معاشی نمو–پاکستان میں مہنگائی کی مناسب سطح کتنی ہے؟[4]

مہنگائی اور معاشی نمو کے درمیان تعلق ایک ایسا شعبہ ہے جو ہمیشہ پالیسی سازوں کے لیے دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ عام طور پر ان دونوں متغیرات کے تعلق کی نوعیت بے ترتیب (non-linear) ہوتی ہے، یعنی معاشی ترقی کے لیے مہنگائی کی ایک مخصوص سطح کو برقرار رکھنا ضروری ہے، لیکن اس مناسب سطح سے زیادہ مہنگائی معاشی نمو پر منفی اثرات ڈالنا شروع کر دیتی ہے۔ لہٰذا تحقیق میں مہنگائی کی مناسب سطح کو ایک اہم سوال کا درجہ حاصل ہے، جس پر پاکستان کے حوالے سے چند تجرباتی اسٹڈیز ہو چکی ہیں۔ چونکہ معیشت کو متعدد دھچکوں کا سامنا رہا ہے اور یہ کئی ساختی تبدیلیوں سے گزری ہے، اس لیے مہنگائی کی مناسب سطح کا تعین کرنے کے معاملے کا از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کو 1974ء میں مہنگائی کی بلند ترین سطح 30 فیصد کا تجربہ ہوا، جس کے بعد یہ 1975ء میں 26.8 فیصد اور 2009ء میں 17.0 فیصد پر رہی۔ معاشی نمو اور مہنگائی کے رجحانات کی جانچ سے انتہائی بلند مہنگائی کے کچھ واقعات کی نشاندہی ہوتی ہے، جنہوں نے معاشی نمو پر منفی اثرات مرتب کیے تھے۔ تاہم چند برس ایسے بھی ہیں جن میں بلند مہنگائی اور بلند معاشی نمو اور کم مہنگائی اور کم شرحِ نمو کے رجحانات دیکھے گئے۔ چنانچہ پاکستان کے لیے مہنگائی کی مناسب سطح کا تخمینہ لگانا آسان نہیں۔

عاربی اور علی (2017ء) نے حال ہی میں مہنگائی کی مناسب سطح (threshold inflation) کا تخمینہ لگانے کے لیے دو طرز فکر استعمال کیے ہیں: مہنگائی کے ساتھ ایک دو درجی مساوات اور اس کی square term کے اہم توضیحی متغیرات؛ اور نامعلوم سطح کے ساتھ ریگریشن کنک ماڈل کا ایک خصوصی کیس (یہ طریقہ ہین سن نے 2017ء[5] میں وضع کیا تھا)۔

[4] باکس کا ماخذ یہ پیپر ہے: عاربی، ایم ایف اور امجد علی (2017ء)، پاکستان میں مناسب مہنگائی، ایس بی پی ورکنگ پیپر نمبر 94؛ نومبر 2017ء۔ یہ پیپر اس لنک پر دستیاب ہے:
http://www.sbp.org.pk/publications/wpapers/2017/wp94.pdf

یہ ماڈلز چار متغیرات پر مشتمل تھے: معاشی نمو، مہنگائی، حقیقی سرمایہ کاری میں نمو اور دوہندسی مہنگائی والے برسوں کی ایک فرضی سیریز۔ ملکی تاریخ کے 67 میں سے 19 برسوں میں مہنگائی دوہندسی سطح پر رہی ہے۔ ان تمام برسوں میں مہنگائی کی ایک اہم خصوصیت کسی قسم کی لاگت یا رسد کے دھچکوں کا لگنا ہے۔ ان دھچکوں کا سبب ان عوامل میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے: اجناس کی عالمی قیمتوں (بشمول تیل) میں اضافہ، سیلاب، کیڑوں کا حملہ، خراب فصل / پیداوار میں کمی، شرحِ مبادلہ کے دھچکے، خام مال کی قیمتوں کا بڑھنا، سرکاری قیمتوں میں اضافہ (جیسے پیٹرول اور گھریلو یوٹیلیٹی خدمات)، گندم اور چاول کی امدادی قیمت کا بڑھنا، بنیادی غذائی اجزا کی رسد میں تعطل، غذائی اجزا یا یوٹیلیٹی خدمات پر زراعانت واپس لینا اور صرف والے اجزا پر ٹیکسوں کا بڑھنا۔

اسٹڈی میں 1976ء تا 2017ء کی مدت میں ڈیٹا پر مہنگائی کی مناسب سطح کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ پہلے طریقے میں دو درجی مساوات میں مناسب مہنگائی کا 6.05 فیصد تخمینہ لگایا گیا ہے۔ دوسرے طریقے کنک ماڈل میں 5.67 فیصد کی سطح سامنے آئی ہے۔ دوسرے طریقے میں غیر مناسب ماڈل کے مقابلے میں مناسب ماڈل کو جاننے کے لیے ٹیسٹنگ کا طریقہ کار بھی شامل کیا گیا ہے، جس سے معاشی نمو پر مہنگائی کے مناسب اثرات کے درست ہونے کی توثیق ہوتی ہے۔

ان قریبی تخمینوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مصنفین نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ 5.67 فیصد سے کم مہنگائی معاشی نمو کے لیے ساز گار ہو سکتی ہے جبکہ 6.05 فیصد سے زیادہ مہنگائی معاشی نمو پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔ تاریخی طور اوسط حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو کم مہنگائی کے ادوار (یعنی 6 فیصد سے کم) میں 5 فیصد سے زیادہ ہوتی ہے اور بہت بلند مہنگائی (یعنی 6 فیصد سے زیادہ) کے ادوار میں جی ڈی پی کی شرحِ نمو 5 فیصد سے کم ہوتی ہے۔ صرف ایک سال (1990ء) ایسا تھا جب مہنگائی 6 فیصد تھی اور اوسط حقیقی جی ڈی پی کی نمو 4.6 فیصد ریکارڈ کی گئی ، جو اس کی تاریخی اوسط سے کم ہے۔ چنانچہ مہنگائی کا مناسب سطح سے زیادہ ہونا محتاط پالیسی کا متقاضی ہوتا ہے۔

آخر میں اگرچہ معیشت میں نمو کے امکانات خوش آئند معلوم ہوتے ہیں، ایک اہم خدشہ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں کی بحالی ہے، خاص طور پر تیل اور دھات کی مصنوعات میں۔ اگر یہ رجحان برقرار رہا تو اس کے مجموعی معاشی استحکام کے لیے مضمرات ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا، اگلی سہ ماہیوں میں معیشت کو محفوظ انداز میں چلانے اور بڑھتی ہوئی رفتار کو برقرار رکھنے کے لیے ایک دانش مندانہ پالیسی ردعمل کی ضرورت ہوگی۔

2.2 زرعی شعبہ

خریف کی اہم فصلوں کے تازہ ترین تخمینوں سے گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی بہتر کارکردگی کی عکاسی ہوتی ہے؛ نہ صرف یہ کہ تمام اہم فصلوں (علاوہ کپاس) کی پیداوار اپنے ہدف سے تجاوز کر گئی بلکہ متعدد فصلوں (جیسے گنا، چاول اور مکئی) کی پیداوار ریکارڈ سطح پر رہی۔ کھاد کے استعمال کی بلند سطح اور پانی کی مناسب دستیابی نے اس کارکردگی میں اہم کردار ادا کیا۔

[5] Hansen, B. E. (2017). "Regression Kink with an Unknown Threshold", *Journal of Business & Economic Statistics*, 35: 228-240.

اسی طرح، مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں زرعی قرضوں کی تقسیم میں 50.1 فیصد کا متاثر کن سال بسال اضافہ (جو مالی سال 17ء میں 6.6 فیصد تھا) حوصلہ افزا ہے کیونکہ مرکزی بینک نے مالی سال 18ء کے لیے ایک ٹریلین روپے کا بلند ہدف مقرر کیا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 17ء میں 700 ارب روپے کا ہدف مقرر تھا۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ روایتی رسمی ذرائع کے علاوہ خرد مالکاری بینکوں اور اداروں کے ذریعے قرضوں کی رفتار بھی بڑھ رہی ہے، جس کی عکاسی ان میں 14.5 ارب روپے کے سال بسال اضافے سے ہوتی ہے۔

اس سال کی ایک حوصلہ افزا پیش رفت متعدد فصلوں کی یافتوں کا بڑھنا ہے۔ تاہم، ان یافتوں کی سطح ابھی تک کم ہے، جس کی وجوہات میں کاشت کاروں کی کھیتی باڑی کے بہترین طریقوں کے بارے میں معلومات کا فقدان، کم معیار کے حامل بیجوں کا استعمال اور فصل کی کٹائی کے بعد خاطر خواہ نقصانات شامل ہیں۔ اگرچہ مشینوں اور آلات کا استعمال ایسے خدشات کو دور کرنے میں مفید ثابت ہو سکتا ہے، سادہ ٹیلی مواصلاتی ٹیکنالوجی کے اطلاق سے زراعت کے شعبے میں بڑی تبدیلی لانا ممکن ہے۔

دیہی علاقوں میں موبائل فون کے استعمال میں اضافے کا ادراک کرتے ہوئے موبائل نیٹ ورک آپریٹروں میں سے ایک نے کاشت کاروں کے ساتھ اہم معلومات کا تبادلہ کرنے کے لیے ایک اختراعی ماڈل تیار کیا ہے، جس کا مقصد ان کے کاشت کاری کے طریقوں میں بہتری اور فصل کی کٹائی کے بعد نقصانات میں کمی کر کے فصلوں کی یافت کو بڑھانا ہے (**باکس 2.2**)۔ ایسی کوششوں کے بڑے پیمانے پر اطلاق سے زرعی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

باکس 2.2: خوشحال زمیندار اور موبائل زراعت

2015ء کے اوائل میں برطانیہ کے محکمہ برائے بین الاقوامی ترقی (ڈی ایف آئی ڈی) نے ٹیلی نور کے ساتھ مل کر خوشحال زمیندار پروجیکٹ کا آغاز کیا۔ اس پروجیکٹ کا بنیادی مقصد موبائل کمیونی کیشن نیٹ ورک کے ذریعے درج ذیل ذرائع استعمال کرتے ہوئے مقامی کاشت کاروں کو تکنیکی معلومات اور کاشت کاری کے جدید طریقوں کے متعلق آگاہی فراہم کرنا تھا:

- **روزانہ موسم کی صورت حال۔** کاشت کار نہ صرف روزانہ کا درست درجہ حرارت بلکہ موسم کی دیگر تازہ ترین تفصیلات کے بارے میں بھی جاننا چاہتے ہیں (جیسے "کل کے مقابلے میں گرم"، "گذشتہ ہفتے کے مقابلے میں خشک" وغیرہ)۔ ایسی پیش گوئیاں کاشت کاروں کو صبح سویرے اس وقت بھیج دی جاتی ہیں جب وہ کام پر جانے کی تیاری میں مصروف ہوتے ہیں۔
- **ماہرین کی آرا اور انٹرویوز۔** ہیلپ لائن میں مقامی عمائدین اور جدت پسند کاشت کاروں کے "podcast" قسم کے انٹرویوز بھی شامل ہوتے ہیں جو اپنے ساتھی کاشت کاروں کو بوائی اور کٹائی وغیرہ کے متعلق جدید ترین رجحانات اور تکنیکوں سے آگاہ کرتے ہیں۔
- **فصل کی کٹائی اور ذخیرہ کاری کی تکنیکیں۔** کاشت کاروں کو پیداواریت بڑھانے اور نقصانات میں کمی کے لیے اس ہیلپ لائن کے ذریعے فصل کی پیداوار کو محفوظ رکھنے کے جدید ترین اور مؤثر طریقوں اور کٹائی کے بعد پروسیسنگ کے طریقوں کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے۔

اس سروس کے باسہولت استعمال اور اسے معلوماتی بنانے کے لیے مختلف تکنیکیں اختیار کی گئیں۔ مثلاً، رجسٹریشن کو سادہ بنانے کے لیے ون کلک پروسیس متعارف کرایا گیا۔ دوم، یہ سروس علاقائی زبانوں میں مہیا کی گئی۔ مزید برآں، اشتہارات دیے گئے جنہیں مختلف کاشت کاروں کی ضروریات کے مطابق ڈھالا گیا تھا، جس سے نہ صرف انہیں زرعی پیداوار کی خریداری بلکہ اس سروس کی مفت فراہمی میں بھی مدد ملی۔

گذشتہ دو برسوں میں اس کے متاثر کن نتائج سامنے آئے ہیں:[6]

- پنجاب میں مجموعی طور پر 2.9 ملین کاشت کار اس سروس کو استعمال کرتے ہیں، جن میں سے 65 فیصد اہم صارفین (power user) ہیں، یعنی وہ مہینے میں کم از کم دو مرتبہ ہیلپ لائن کا ضرور استعمال کرتے ہیں۔[7]
- ان اہم صارفین میں سے 77 فیصد نے اپنے فارم کے طریقوں میں کم از کم ایک تبدیلی متعارف کرائی ہے۔ ان تبدیلیوں میں بڑا حصہ پودے لگانے (42 فیصد) کا، جس کے بعد فصل کی کٹائی کے بعد کے مراحل اور ذخیرہ کاری کی تکنیکوں میں تبدیلیوں کو اہمیت دی گئی (20 فیصد)۔
- 53 فیصد اہم صارفین کو آمدنی میں اضافے کا تجربہ ہوا۔
- اس خدمت تک رسائی کے لیے ڈائل نمبر "7272"، استعمال کنندگان کے نزدیک "اہل خانہ اور پڑوسیوں" کے بعد معلومات کا دوسرا اہم ترین ذریعہ بن گیا۔

تاہم، اس کے نفاذ میں کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً، خراب شرحِ خواندگی صارفین کے لیے مخصوص انٹرفیس کو ناقابل استعمال بنا دیتی ہے۔ نتیجتاً، آپریٹروں کو کاشت کاروں کے لیے علاقے کی اہم فصل کا خود انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ اس سے پروگرام کی قبولیت کی شرح (adoption rate) متاثر ہوتی ہے۔ خاتون صارفین کے لیے قبولیت کی شرح اس سے بھی کم تھی، اور آبادی کے جتنے حصے کو یہ سہولت دی گئی اس میں خواتین کا حصہ تقریباً 20 فیصد (ہیلپ لائن کے ذریعے کیے گئے مجموعی رابطوں میں خاتون شرکا کی تعداد 3 فیصد) تھی۔ خواتین کی غیر متناسب شرکت کا ادراک کرتے ہوئے ٹیلی نار نے پنجاب لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ (پی ایل ڈی ڈی بی) کے اشتراک سے حال ہی میں خاتون صارفین کے لیے وقف ایک نئی سروس کا آغاز کیا ہے۔ ایک الگ ہیلپ لائن "خوشحال آنگن" سروس تک رسائی سے گلّے کی افزائش، خاندانی صحت، غذائیت اور حفظانِ صحت کی سرگرمیوں کے متعلق معلومات کی فراہمی کے لیے صرف خواتین کے ٹاک شوز اور انٹرویوز دیے جائیں گے۔

مذکورہ چیلنجوں کے بعد اب موبائل زراعت کا مستقبل امید افزا ہے۔ آگے چل کر ڈجیٹل ادائیگیوں، ای مارکیٹ مقامات، مالیات تک رسائی وغیرہ جیسے ذرائع کو کاشت کاروں میں مالی آگاہی بڑھانے اور اس شعبے کی رسدی کڑی کو رواں اور زیادہ مؤثر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔ ٹیلی نور نے اپنی موبائل زرعی سرگرمیوں کو توسیع دینے کے لیے منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ توقع ہے کہ دیگر فریق بھی یہی روش اختیار کریں گے۔ تاہم یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ معاون حکومتی پالیسیوں (جیسے مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی پر عملدرآمد) کے ذریعے اس شعبے میں تربیت اور آگاہی پروگراموں کا انعقاد کیا جائے اور اس ضمن میں نجی شعبے کی شرکت کی حوصلہ افزائی اہمیت کی حامل ہوگی۔

حوالہ: خوشحال زمیندار: ٹیلی نور پاکستان کی موبائل زراعت سروس۔ جولائی 2017ء کی کیس اسٹڈی، جی ایس ایم اے۔

[6] ڈیٹا کا ماخذ: جی ایس ایم ایسوسی ایشن، لندن کا ایم ایگری یونٹ۔

[7] اس پروجیکٹ میں پنجاب کے 35 اضلاع کا احاطہ کیا گیا ہے۔ 2010ء میں پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے کی گئی زراعت شماری کے مطابق ان اضلاع میں 7.3 ملین زرعی گھرانے رہتے ہیں۔

کپاس

کپاس کو مستحکم ملکی قیمتوں سے فائدہ پہنچا کیونکہ اس کی بدولت کاشت کاروں کی فصل میں دلچسپی یقینی بنانے میں مدد ملی۔ چین کی جانب سے کپاس کی پالیسی میں تبدیلی کا نتیجہ اس کی عالمی قیمتوں میں معمولی کمی کی صورت میں نکلا ہے۔[8] تاہم ملکی فریق بڑی حد تک اس پیش رفت سے الگ رہے ہیں کیونکہ کپاس کی درآمد پر عائد ریگولیٹری ڈیوٹی نے صارفین کے لیے ملکی پیداوار کو پرکشش بنا دیا تھا۔

قیمت کا اثر رقبے اور یافت دونوں میں اضافے سے نمایاں تھا، جس سے کپاس کی پیداوار گذشتہ برس کی 10.7 ملین گانٹھوں سے بڑھ کر 12.6 ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی (**جدول 2.1**)۔ حکومت کی نگرانی کرنے والی ایجنسیوں کی مسلسل کوششوں (تکنیکی مشاورت، موسم کی معلومات کی ترسیل، کیڑوں کی صورت حال اور آگاہی مہم) اور بعد ازاں کاشت کاروں کی جانب سے دیکھ بھال اور سرمایہ کاری سے پنجاب میں زرعی پیداوار کو بڑھانے میں سہولت ملی تھی۔

گنا

گنے کی فصل کا ایک اور ریکارڈ سیزن متوقع ہے کیونکہ تازہ ترین تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی پیداوار 79.3 ملین ٹن رہی ہے جو اس کے مقررہ ہدف سے خاصی زیادہ ہے (**جدول 2.1**)۔ یہ پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں 7.7 فیصد زیادہ ہوگی۔ گذشتہ برس کے رجحان کی طرح پنجاب میں اس موسم کی فصل کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کا گنے کی زائد پیداوار میں اہم حصہ ہوگا۔

گنے کی ریکارڈ پیداوار متوقع ہے تاہم امکان ہے کہ کاشت کاروں کو چینی کے وافر ذخائر رکھنے والے شکر کے کارخانوں کی جانب سے اپنی پیداوار کی ادائیگیاں ملنے میں طویل تاخیر کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ زیادہ امدادی قیمت کی بدولت دیگر فصلوں کے مقابلے میں گنے کی فصل زیادہ منافع بخش ہوگئی ہے لیکن اس کا نتیجہ چینی کے ذخائر میں خاصے اضافے کی صورت میں نکلا ہے، کیونکہ شکر کے کارخانے زراعانت کی عدم موجودگی اور کوٹہ پابندیوں کے باعث اپنی چینی کو بین الاقوامی منڈی میں فروخت نہیں کرسکتے تھے۔ حکومت نے 0.6 ملین ٹن چینی پر 102 ڈالر فی ٹن کا برآمدی زراعانت فراہم کیا ہے لیکن کوٹہ پابندیوں کے باعث ملک میں چینی کے ذخائر میں خاصی کمی کرنا ممکن نہیں ہے[9] جو مالی سال 18ء میں پِڑائی کے موسم کے آغاز پر 2.4 ملین ٹن تک پہنچ چکے ہیں۔

---

[8] چین نے اپنے کپاس کے ذخائر کو برآمد کرنا شروع کر دیا ہے، جبکہ مقامی قیمتوں پر زراعانت دیا جارہا ہے تاکہ ملکی منڈی میں درآمدی دھاگے کی کشش ختم ہوجائے۔ اس کے نتیجے میں عالمی منڈی میں رسد بڑھ رہی ہے جس سے کپاس کی قیمتوں میں کمی کا امکان ہے۔

[9] ہم منصب ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں چینی پیدا کرنے کی لاگت زیادہ ہے؛ چنانچہ زراعانت مہیا کیے بغیر چینی کے ذخائر کو برآمد کرنا مشکل ہے۔

جدول 2.1: خریف کی اہم فصلوں کے تخمینے

	اہم فصلوں میں حصہ(م م س16ء م س17ء س17ء)			م س18ء		
				ہدف	تخمینے	نمو (فیصد)
پیداوار (ملین ٹن)						
کپاس (ملین گانٹھیں)	21.7	9.9	10.7	14.0	12.6	17.5
پنجاب		6.3	7.0	10.0	8.8	26.1
سندھ		3.5	3.8	4.0	3.7	-2.3
چاول	12.4	6.8	6.8	6.8	7.4	7.3
پنجاب		3.5	3.5	3.5	3.6	5.0
سندھ		2.6	2.7	2.6	2.9	9.5
گنا	14.3	65.5	73.6	68.5	79.3	7.7
پنجاب		42.0	49.6	44.0	55.0	10.9
سندھ		18.0	18.3	19.0	18.7	1.7
مکئی	11.2	5.3	6.1	5.6	6.1	0.2
رقبہ (ملین ہیکٹر)						
کپاس (ملین گانٹھیں)		2.9	2.5	3.1	2.8	10.7
پنجاب		2.2	1.8	2.4	2.1	18.2
سندھ		0.6	0.6	0.7	0.6	-4.4
چاول		2.7	2.7	2.8	2.9	5.8
پنجاب		1.8	1.7	1.8	1.8	5.0
سندھ		0.7	0.8	0.8	0.8	9.5
گنا		1.1	1.2	1.2	1.3	7.7
پنجاب		0.7	0.8	0.7	0.9	10.9
سندھ		0.3	0.3	0.3	0.3	2.7
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)						
کپاس (ملین گانٹھیں)		581	733	767	778	6.2
پنجاب		481	654	702	697	6.7
سندھ		952	1,012	1,046	1,035	2.2
چاول		2,486	2,514	2,447	2,526	0.4
پنجاب		1,967	2,002	1,944	2,001	0.0
سندھ		3,574	3,546	3,467	3,546	0.0
گنا		57,898	60,478	58,854	61,794	0.1
پنجاب		59,435	63,819	60,440	63,786	-0.1
سندھ		57,457	57,204	59,375	56,660	-1.0

ڈیٹا کا ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن؛ وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق؛ کاٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی؛ اور سی آر ایس پنجاب اور سندھ

چاول

فصل کے پہلے تخمینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ چاول کی پیداوار 7.4 ملین ٹن (مالی سال 17ء کے مقابلے میں 7.3 فیصد زیادہ) رہے گی جو اس کے مقررہ 6.8 ملین ٹن کے ہدف سے زیادہ ہے۔ چاول کے زیر کاشت رقبے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کے دوران 5.8 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے برس زیر کاشت رقبے میں کمی واقع ہوئی تھی۔ بلند ملکی قیمتوں (برآمدات میں اضافے کی وجہ سے) اور خام مال پر زر اعانت نے کاشت کاروں کے لیے چاول کی کاشت کو پر کشش بنا دیا۔ برآمد کنندگان کو مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں قدرے بہتر قیمت پر اری چاول کی زیادہ مقدار برآمد کرنے کا موقع ملا۔ صوبائی سطح پر تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کارکردگی میں بڑا حصہ سندھ کا رہا ہے۔

اگرچہ خریف کی فصل نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے تاہم فصل کے پورے شعبے کی مجموعی نمو کا دارومدار گندم کی فصل کی کارکردگی پر ہوگا، کیونکہ یہ پیداوار کے لحاظ سے سال کی سب سے بڑی فصل ہے۔ ارسا کے مطابق پانی کی دستیابی میں متوقع طور پر 40 فیصد کمی کے باعث گندم کے لیے مقررہ 26.5 ملین ٹن ہدف کے حصول میں کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم)

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے میں 10 فیصد کی صحت مند اور وسیع البنیاد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 8.1 فیصدی درجے زیادہ ہے (**جدول 2.2**)۔ اشیاسازی کے اشاریے کی مالی سال 06ء میں نئی اساس بنانے کے بعد سے یہ اس کی مضبوط ترین کارکردگی ہے (**جدول 2.2**)۔[10] جس میں بڑا حصہ تعمیرات اور پائیدار صارفی صنعتوں کا ہے۔

اس کارکردگی کی عکاسی مختلف شعبوں میں پیش رفت سے ہوتی ہے، جیسے توانائی کی بہتر رسد (جو ایل این جی[11] اور بجلی کی دستیابی میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے)، مضبوط ملکی طلب، بڑھتی ہوئی قوت خرید اور امن وامان کی بہتر صورت حال۔

---

[10] مالی سال 18ء میں پہلی سہ ماہی کی مینوفیکچرنگ کا 1.33 کوانٹم انڈیکس (QIM) مالی سال 06ء کے بعد سے بلند ترین سطح پر ہے۔

[11] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ایل این جی کی درآمدات 40 ملین ڈالر سے دگنے اضافے کے ساتھ 74.8 ملین ڈالر پر آگئیں۔

مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں کار کی صنعت میں 29.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ یہ گذشتہ برس 2.9 فیصد تھی۔ بڑھتی ہوئی آمدنیوں کے ساتھ کم شرح سود کے باعث گاڑیوں کی طلب مضبوط رہی، جس کی بدولت گاڑیوں کی مالکاری میں خاصا اضافہ ہو گیا۔[12] مزید برآں، کاروں کی نئی اقسام[13] کے مثبت خیر مقدم کے ساتھ کریم اور اوبر جیسی سفری خدمات (خاص طور پر بڑے شہروں میں) میں تیزی سے اضافے سے صارفین کی کاروں اور جیپوں کے جز میں طلب مزید بڑھ گئی۔ اس کے جواب میں کار ساز اداروں نے صارفین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنے کام کے اوقات میں اضافہ کر دیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس جز کے 3 بڑے فریقوں کی پیداواری گنجائش کا استعمال 100 فیصد سے تجاوز کر گیا۔ لہٰذا، ان تمام عوامل کی مدد سے صنعت کو سال کی پہلی سہ ماہی میں 54.9 ہزار کاروں کی پیداوار کا موقع مل گیا۔

جدول2.2: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بسال نمو

فیصد

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ	
	وزن	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	1.8	10.0		
ٹیکسٹائل	20.9	-0.1	0.8	0.0	0.2
سوتی دھاگہ	13.0	0.3	0.1	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.2	0.0	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	-52.8	98.1	-0.1	0.1
غذا	12.4	-1.5	12.3	-0.2	2.1
چینی	3.5	-	0.0	0.0	0.0
سگریٹ	2.1	-42.8	92.0	-0.6	1.0
نباتی گھی	1.1	-0.9	9.8	0.0	0.1
خوردنی تیل	2.2	0.5	9.6	-0.1	0.2
مشروبات	0.9	18.4	2.6	0.6	0.9
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-3.4	13.6	-0.2	1.1
فولاد	5.4	13.0	47.0	0.4	1.7
غیر دھاتی معدنیات	5.4	7.5	12.3	1.0	1.5
سیمنٹ	5.3	7.8	12.4	1.1	1.5
گاڑیاں	4.6	2.9	29.3	0.3	2.1
جیپیں اور کاریں	2.8	-3.4	31.4	-0.1	1.2
کھاد	4.4	6.4	-5.8	0.3	-0.7
دواسازی	3.6	6.9	1.6	0.6	0.3
کاغذ	2.3	6.8	9.0	0.1	0.3
الیکٹرونکس	2.0	15.1	79.7	0.2	1.2
کیمیکلز	1.7	-6.0	5.6	-0.1	0.1
کاسٹک سوڈا	0.4	-20.5	18.1	-0.1	0.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	-16.6	0.1	-0.4	0.0

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گذشتہ برس فصلوں کی متاثر کن پیدوار اور مالی سال18ء میں سیلز ٹیکس میں نرمی کے تسلسل کی بدولت ٹریکٹروں کی فروخت دگنے سے بھی زیادہ رہی۔ بلند زرعی پیداوار نے موٹر سائیکلوں کی فروخت کو بڑھانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی اور

[12] مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صارفی آٹو فنانس میں 50.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال17ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 5.4 فیصد بڑھی تھی۔ بینکوں کی جانب سے جارحانہ مارکیٹنگ کے باعث خریداروں کی دلچسپی بڑھ گئی تھی۔

[13] اس کی مثالوں میں سوزوکی کلٹس کا نیا ماڈل اور ہونڈا BR-V کا متعارف کرانا شامل ہیں۔

مال برداری اور تجارت میں توسیع کی وجہ سے بھاری گاڑیوں کی طلب بڑھ گئی، جس کے نتیجے میں ایسی گاڑیوں کی فروخت میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 22.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں 61.9 فیصد نمو ہوئی تھی (جدول 2.3)۔

جدول 2.3: گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت

	پہلی سہ ماہی م س 17ء		پہلی سہ ماہی م س 18ء		نمو (فیصد)	
اکائیاں	پیداوار	فروخت	پیداوار	فروخت	پیداوار	فروخت
مسافر کاریں	43,659	41,405	54,873	50,640	25.7	22.3
ٹرک	1,798	1662	2,452	2,230	36.4	34.2
بسیں	372	331	294	216	-21.0	-34.7
ہلکی کمرشل گاڑیاں، وین اور جیپیں	7,237	6,251	9,947	9,829	37.4	57.2
کاشت کاری کے ٹریکٹرز	7,237	7,858	15,618	15,710	115.8	99.9
موٹر سائیکلیں اور رکشے	364,536	364,135	468,771	471,109	28.6	29.4

ڈیٹا کا ماخذ: پی اے ایم اے

ملک میں جاری انفراسٹرکچر کی سرگرمیوں کے پیشِ نظر گاڑیوں کا شعبہ دوبارہ بھی عمدہ کارکردگی دکھانے کے لیے تیار نظر آتا ہے۔ گاڑیوں کے شعبے پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں کے حالیہ نفاذ کے باعث سال کے دوران صورت حال سازگار رہے گی، کیونکہ اس سے ملکی پیداوار مزید بڑھنے کا امکان ہے۔ تاہم واضح رہے کہ مذکورہ اقدامات آٹو موٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی 2016ء تا 2021ء کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہیں (باکس 2.3)۔

باکس 2.3: گاڑیوں کی صنعت پر ریگولیٹری ڈیوٹی کے اثرات

درآمدی بل کے پھیلاؤ کو ختم کرنے کے لیے وفاقی حکومت نے پائیدار صارفی اشیا پر ریگولیٹری ڈیوٹیاں نافذ کر دی ہیں۔ کاروں کی درآمدات کو بھی 15 تا 80 فیصد تک بلند ٹیرف کا سامنا ہو گا۔ اس کے نتیجے میں مقامی کار سازوں کو دستیاب مؤثر تحفظ کی عکاسی اس بات سے ہوتی ہے کہ درآمدی اور مقامی کاروں کے درمیان قیمت کا فرق مزید بڑھ گیا ہے۔

درآمدات کی بلند لاگت کے باعث گاڑیوں کی طلب کا ایک حصہ درآمدی گاڑیوں کے بجائے مقامی برانڈز پر منتقل ہو جائے گا (جدول 2.3.1)۔ تاہم مقامی کار ساز ادارے پہلے ہی اپنی تقریباً مکمل پیداواری گنجائش سے استفادہ کر رہے ہیں اور اس اضافی

شکل 2.3.1: کار اور جیپوں کی پیداواری گنجائش کا استعمال

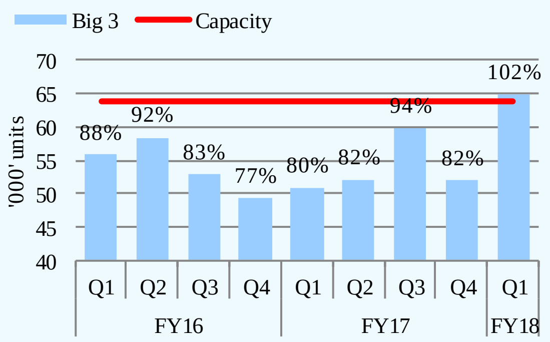

Data Source: PAMA

طلب کا نتیجہ کاروں کی فراہمی کے وقت میں مزید اضافے کی صورت میں نکلے گا(**شکل 2.3.1**)۔[14]

مزید بر آں، بڑھتی ہوئی طلب اور محدود رسد کا مطلب ہے کہ مقامی کار ساز اداروں کو منڈی میں قیمت کے لحاظ سے زیادہ قوت حاصل ہو جائے گی۔ لہٰذا، ریگولیٹری ڈیوٹیوں کا نفاذ آٹو موٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی 2016ء تا 2021ء کی روح کے منافی ہے جس میں واضح طور پر مقامی مسابقت میں بہتری لانے کے لیے ٹیرف میں کمی کی پالیسی کے ذریعے کار کردگی اور پیداواریت بڑھانے پر زور دیا گیا ہے۔ پالیسی کے بنیادی اصول سے ایسے انحراف سے اس دستاویز میں وضع کردہ صنعت کی ترقی کے طویل مدتی امکانات بھی متاثر ہوں گے۔

جدول 2.3.1: ریگولیٹری ڈیوٹی کے بعد درآمدی کاروں کی قیمتوں میں اضافہ

امریکی ڈالر	800 سی سی سے کم	801 تا 1000 سی سی	1001 تا 1300	1301 تا 1500 سی سی
گاڑی کی مالیت کی جانچ	4,400	5,500	11,000	15,400
کسٹم ڈیوٹی، شرح 1 فیصد ماہانہ 1	3,080	3,850	7,700	10,780
ریگولیٹری ڈیوٹی، شرح 15 فیصد	462	578	1,155	1,617
سیلز ٹیکس، شرح 17 فیصد	602	753	1,505	2,107
ودہولڈنگ ٹیکس، شرح 5 فیصد	207	259	518	725
مجموعی ٹیکس	4,351	5,439	10,878	15,230
ریگولیٹری ڈیوٹی کے بغیر				
سیلز ٹیکس، شرح 17 فیصد	524	655	1,309	1,833
ودہولڈنگ ٹیکس، شرح 5 فیصد	184	230	460	644
کل ٹیکس	3,788	4,735	9,469	13,257
ٹیکسوں کا فرق	564	705	1,409	1,973
قیمت کا فرق (روپے)	**60,309**	**75,387**	**150,774**	**211,083**

1 یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ کار 30 مہینے پرانی ہے (فرسودگی، شرح 1 فیصد ماہانہ)

ڈیٹا کا ماخذ: ایف بی آر اور مصنف کا حساب

الیکٹرونکس

الیکٹرونکس کے شعبے کی کار کردگی بڑی حد تک خام مال (فولاد اور تانبا وغیرہ) کی عالمی قیمتوں پر منحصر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ شعبہ بیرونی عوامل کا محتاج ہو جاتا ہے۔ یہ باہمی ارتباط مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھا جس میں دھاتوں کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے نے اس کی نمو کو 2.7 فیصد (جو ایک برس قبل 15.1 فیصد تھی) تک محدود کر دیا۔[15] برقی موٹروں کا حصہ مثبت رہا لیکن ریفریجریٹروں کی پیداوار میں نمایاں کمی (مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 22.8 فیصد جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں 27.1 فیصد کی نمو ہوئی تھی) اس کی مجموعی کار کردگی کو بگاڑنے کا باعث بنی۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

سی پیک سے متعلق منصوبوں میں پیش رفت، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں انفرااسٹرکچر کے منصوبوں[16] پر اخراجات میں اضافہ اور مکانات کی اسکیموں میں نجی سرمایہ کاری کا تسلسل فولاد اور سیمنٹ جیسی تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی نمو کو بڑھانے والے اہم عوامل تھے۔

---

14 فی الوقت صارفین کو کار کی ڈلیوری کے لیے 6 تا 9 ماہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے، اور یہ اس کی قسم پر منحصر ہے۔

15 الیکٹرونکس میں متاثر کن نمو (79.9 فیصد) کا اہم سبب برقی موٹروں کی رپورٹنگ میں بہتری ہے (جن میں 258.7 فیصد نمو ہوئی)۔

16 مالی سال 18ء میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کی مد میں 169.2 ارب روپے جاری کیے گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 110.2 ارب روپے خرچ ہوئے تھے

سیمنٹ

سیمنٹ کی پیداوار کی نمو کی رفتار بڑھی ہے اور مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں اس میں 12.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 7.8 فیصد تھی۔ اس نمو میں اہم کردار سیمنٹ کی مضبوط ملکی ترسیلات (21.9 فیصد بلند) نے ادا کیا، اگرچہ اس صنعت کی برآمدات میں کمی دیکھی گئی (16.7 فیصد کم)۔ برآمدات میں خاصی کمی کا ایک اہم سبب ملکی طلب میں تیزی اور مارجن کا زیادہ ہونا ہے (**شکل 2.1**)۔[17]

شکل 2.1: سیمنٹ کی فروخت، برآمدات اور پیداواری گنجائش

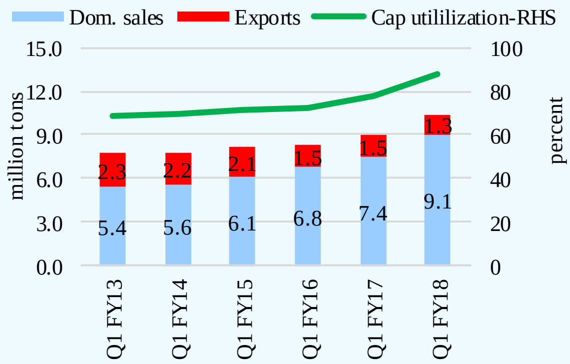

Data Source: APCMA

اس مدت کے دوران ایک اور قابل ذکر پیش رفت پیداواری لاگت میں اضافہ اور صنعت کا ردعمل تھی۔ خصوصاً، حکومت نے مالی سال 18ء کے وفاقی بجٹ میں ایف ای ڈی میں 25 فیصد اضافہ کر دیا تھا اور عالمی منڈی میں سیمنٹ کی پیداوار میں استعمال ہونے والے اہم خام مال کوئلے کی قیمت 10.6 فیصد تک بڑھ گئی۔ توقع کی جارہی تھی کہ مذکورہ دونوں عوامل سیمنٹ کی قیمت بڑھانے کا باعث بنیں گے۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ شمال کے کارخانوں نے اپنے جنوبی ساتھیوں کے مقابلے میں مختلف ردعمل ظاہر کیا: یعنی جنوب میں قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوا جبکہ شمالی پیداکاروں نے اپنی پروڈکٹ کی قیمت میں کمی کر دی۔ یہ قیمتوں کے مسابقتی تعین کا نتیجہ تھا کیونکہ تمام فریق اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع کا عمل مکمل ہونے سے پہلے منڈی میں زیادہ حصے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اس کا نتیجہ خام مارجن میں کمی کی صورت میں نکلا جو مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے 42.6 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 18ء میں پیداواری گنجائش کے تقریباً 90 فیصد صحت مند استعمال کے بعد 33.4 فیصد پر آ گئے۔

فولاد

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں فولاد کے شعبے کی پیداوار میں 47 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 13 فیصد تھی۔ فولاد کی طلب کو گاڑیوں کی پیداوار کے علاوہ جاری تعمیراتی سرگرمیوں سے بھی مہمیز ملی۔ یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ فولاد کی طلب اتنی مضبوط تھی کہ ملکی پیداوار میں اتنی بلند نمو بھی درآمدات میں کمی کے لیے ناکافی ثابت ہوئی (**شکل 2.2**)۔

[17] لیکن نئی پیداواری گنجائش جلد نظام میں شامل ہونے سے توقع ہے کہ یہ شعبہ نہ صرف ملکی طلب پوری کرے گا بلکہ برآمدات میں بھی سہولت حاصل ہو گی۔

اس صنعت کی ایک خوش آئند پیش رفت چین سے آنے والی درآمدات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا نفاذ تھی۔ مقامی فولاد سازوں کے خدشات کو مد نظر رکھتے ہوئے نیشنل ٹیرف کمیشن نے چین سے فولاد کی درآمدات پر 5 سال کے لیے اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی عائد کر دی جو ملکی منڈی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہی تھیں۔ یہ ڈیوٹی فولادی مصنوعات کی وسیع رینج پر عائد کی گئی ہے، اور ایکسائز، کسٹم اور ریگولیٹری ڈیوٹیوں کے علاوہ ہے (**جدول 2.4**)۔ اس کے علاوہ آخری قیمت پر سیلز ٹیکس کے نفاذ سے ضارب کا اثر پیدا ہو گا۔ بنیادی طور پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے نفاذ سے ملک میں فولاد کے کاروبار کا استحکام بڑھے گا۔ قیمتوں میں صحت مند فرق سے مقامی اشیا سازوں کو سازگار ماحول مہیا ہو گا اور انہیں اپنے کارخانوں کو جدید بنا کر اپنی صنعتی کارکردگی کو بہتر بنانے کا موقع مل سکے گا۔[18]

شکل 2.2: فولاد کی پیداوار اور درآمدات

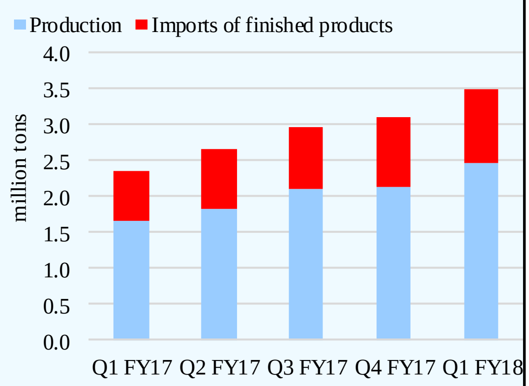

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

قبل ازیں فولاد سازوں (خاص طور پر چھوٹے فریقوں) کو چین سے سستی درآمدات اور توانائی کی قلت کے نتیجے میں کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اب ان کے پاس دوبارہ پھلنے پھولنے کا موقع موجود ہے کیونکہ دونوں محاذوں پر صورت حال میں بہتری آئی ہے۔ مزید بر آں، بڑے اشیا سازوں نے اقدامات کے ردعمل میں اپنی پیداواری گنجائش کو مزید بڑھانے کے منصوبے تیار کیے ہیں جو اگلے برسوں میں پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔

تعمیرات سے منسلک دیگر شعبے

تاہم کیمیکلز (خاص طور پر پینٹ اور وارنش)، شیشے کی پلیٹیں اور چادریں اور لکڑی جیسے دیگر منسلک شعبے ملک میں جاری تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔[19] ملک میں ان شعبوں کی مستحکم پیداوار کے راستے میں حائل اہم رکاوٹوں میں بنیادی خام مال کی عدم دستیابی، منقسم اور چھوٹے چھوٹے پیداواری یونٹس اور مارکیٹ میں سستی درآمدی مصنوعات کی بھرمار شامل ہیں۔

[18] امریلی اسٹیل، عائشہ اسٹیل، مغل اسٹیل اور دوست اسٹیل جیسی کمپنیوں نے پیداواری گنجائش میں خاصی توسیع کا اعلان کیا ہے۔

[19] صرف کاسٹک سوڈا کی صنعت نے چمڑے اور ٹیکسٹائل صنعتوں کے ساتھ عمودی ارتباط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قدرے بحالی دکھائی ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں مضبوط بحالی کے باعث ان میں 13.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.4 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ پیٹرولیم ریفائننگ کی سب سے بڑی تنصیب (جو دو برس تک بند رہی تھی) کے آپریشنز کے دوبارہ آغاز کے ساتھ بحیثیت مجموعی اس صنعت کی پیداواری گنجائش میں اضافہ بھی اس تبدیلی میں معاون ثابت ہوا ہے۔

یہ ایک حوصلہ افزا امر ہے کہ مقامی ریفائنریاں بھی بتدریج نئی پالیسی پر عملدرآمد کرنے کے لیے کوشاں ہیں جس کے تحت ملکی منڈی میں بلند معیار کے ایندھن کو فروخت کرنا ضروری ہے۔ اس اقدام کے نتیجے میں مارکیٹنگ کمپنیوں کے درآمدات پر انحصار میں کمی آ جائے گی (**شکل 2.3**)۔ تجارت اور مال برداری کی سرگرمیوں میں بہتری کے ساتھ بجلی اور صنعتی پیداوار میں اضافے سے بھی پیٹرولیم مصنوعات کی طلب کو بڑھانے میں مدد ملی۔

کھاد

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کھاد واحد شعبہ تھا جس میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں کمی (5.8 فیصد) ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کا اہم سبب بجلی کے شعبے کو فراہمی کے باعث بعض کارخانوں کو گیس کی فراہمی کا کم ہونا تھا۔[20]

جدول 2.4: اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے بعد فولادی مصنوعات کی درآمدی قیمت میں اضافہ

ڈالر فی میٹرک ٹن	ری بارز	ملمع شدہ	سلاخیں	کولڈ رولڈ کوائلز
چین میں قیمت	590	665	541	591
مال برداری لاگت	50	50	50	50
سی اینڈ ایف قیمت	640	715	591	641
ایکسائز ڈیوٹی	1 فیصد	1 فیصد	1 فیصد	1 فیصد
چین کے ساتھ آزاد تجارتی سمجھوتے کے تحت کسٹم ڈیوٹی	12 فیصد	11 فیصد	5 فیصد	15 فیصد
ریگولیٹری ڈیوٹی	30 فیصد	18 فیصد	15 فیصد	5 فیصد
قیمت قبل از سیلز ٹیکس علاوہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی	913	929	715	776
17 فیصد سیلز ٹیکس کے بعد قیمت، علاوہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی (الف)	**1069**	**1087**	**837**	**907**
اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی	19 فیصد	47 فیصد	24 فیصد	19 فیصد
قیمت قبل از سیلز ٹیکس علاوہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی	1036	1264	857	898
قیمت بعد از 17 فیصد سیلز ٹیکس علاوہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی	**1212**	**1479**	**1003**	**1050**
اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے بعد قیمت میں اضافہ (الف-ب)	**143**	**392**	**166**	**143**
سیلز ٹیکس کا اضافی اثر	21	57	24	21

ڈیٹا کا ماخذ: بلومبرگ، این ٹی سی اور مصنف کا حساب

[20] فاطمہ فرٹ، پاک عرب فرٹیلائزر اور ایگری ٹیک فرٹیلائزر کمپنیوں کی مجموعی پیداواری گنجائش 0.9 ملین ٹن ہے۔ ان کمپنیوں کو گیس کی عدم فراہمی اور ایل این جی کی قیمتوں میں اضافے کے باعث اپنی پیداوار بند کرنا پڑی تھی۔

کئی رسدی عوامل اور پالیسی کی غیر یقینی صورت حال بھی یوریا کی پیداوار میں کمی کا باعث بنی، جس کا اس شعبے کی نصب شدہ پیداواری گنجائش میں 70 فیصد سے زیادہ حصہ ہے۔ مثلاً برآمدات اور صحت مند ملکی استعمال کے باوجود اس کے ذخائر کی سطح بلند رہی (**شکل 2.4**)۔[21،22] اس کے علاوہ کوئلے کی قیمتوں میں کمی، زراعانت کی وسعت اور طریقہ کار کے بارے میں غیر یقینی کیفیت (اور گذشتہ چند سہ ماہیوں میں کھاد سازوں کو زراعانت کی ادائیگیوں میں تاخیر) کھاد کی پیداوار کو بڑھانے میں رکاوٹ بن گئی۔

اس شعبے کی مستحکم کارکردگی ملکی ذرائع سے گیس کی مسلسل فراہمی پر منحصر ہے۔ تاہم، ایل این جی کی درآمدات میں اضافے سے نیٹ ورک گیس کی مجموعی دستیابی میں بہتری آسکتی ہے، جس سے کھاد کی صنعت کو فائدہ ہوگا اور اسے پورے سال پیداوار کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

شکل 2.3 : پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات

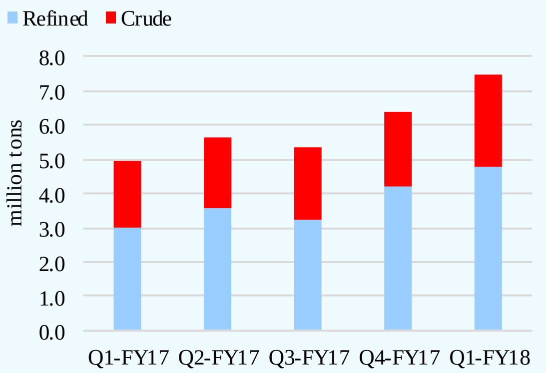

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

دوا سازی

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں دوا سازی کے شعبے کی نمو سست رفتاری کا شکار ہو کر 1.6 فیصد ہوگئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.9 فیصد تھی (**شکل 2.5 فیصد**)۔ برآمدات میں کمی کے پیش نظر یہ سست رفتاری قابل فہم ہے (**شکل 2.5**)۔

شکل 2.4 : کھاد کے استعمال کے رجحانات (ملین ٹن)

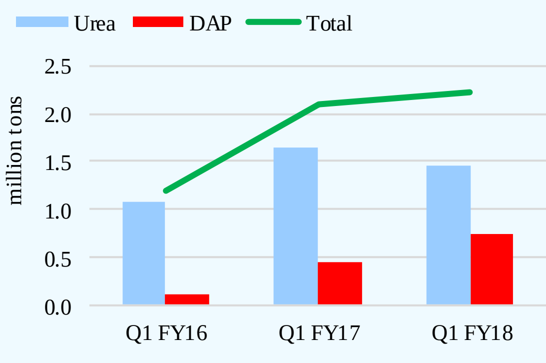

Data Source: NFDC

تاہم یہ صنعت ابھی تک سازگار حکومتی پالیسیوں کے فوائد سمیٹ رہی ہے جیسے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) میں صحت پر بلند اخراجات اور ملکی مارکیٹ میں ادویات کی ضوابطی پالیسی کا واضح

---

[21] یہ صنعت 2017ء کے دوران اب تک 0.55 ملین ٹن یوریا برآمد کرچکی ہے، جو اس کے 0.60 ملین ٹن کے مختص کوٹہ کے قریب ہے۔
[22] آخر ستمبر 2017ء میں یوریا کے ذخائر 0.7 ملین ٹن جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.7 ملین ٹن کی سطح پر تھے۔

ہونا شامل ہیں۔ وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں نے اپنے متعلقہ صحت کے اخراجات میں خاصا اضافہ کیا ہے۔ مزید بر آں، ملک گیر سطح پر وزیر اعظم کے قومی صحت پروگرام[23] اور خیبر پختونخوا میں صحت انصاف کارڈ سے ملک میں ادویات کی طلب کو کسی حد تک بڑھانے میں مدد ملی۔[24] مزید بر آں، بڑھتی ہوئی آمدنی اور عوام میں بڑھتی ہوئی آگاہی سے طلب کو مضبوط رکھنے میں مدد ملے گی۔

ٹیکسٹائل

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں اس شعبے کی کارکردگی کمزور رہی۔ کسٹم ڈیوٹی / سیلز ٹیکس میں نرمی اور برآمدات میں ڈیوٹی ڈرابیکس کی ترغیبات پیداواری لحاظ سے متوقع بہتری لانے میں ناکام رہیں۔ حکومت نے کارکردگی کے پیمانوں میں مزید نرمی کر کے حال ہی میں برآمدی پیکیج پر نظر ثانی کی ہے۔ لیکن ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقامی پیداکار کس طرح ان اقدامات پر مثبت ردعمل دکھاتے ہیں۔[25]

غذا

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں غذائی صنعت میں 12.3 فیصد کی وسیع البنیاد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.5 فیصد کی معمولی کمی ہوئی تھی۔ زیادہ مہمیز تمباکو کی صنعت سے ملی جس کی پیداوار (92 فیصد) مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں دگنی سے بھی زیادہ ہوگئی۔ سرحدوں پر سختی، جعلی کمپنیوں کے خلاف کریک ڈاؤن اور پست اساسی اثرات کا ممکنہ طور پر سگریٹ کی مینوفیکچرنگ کو بڑھانے میں اہم کردار ہو سکتا ہے۔

شکل 2.5: دواسازی کے شعبے میں پیداوار بمقابلہ برآمدی نمو

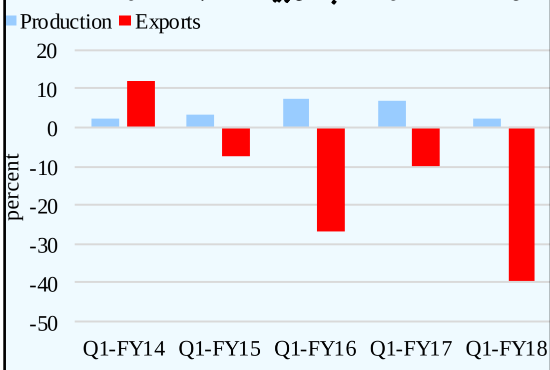

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

[23] وزیر اعظم کے نئے اسپتالوں کے پروگرام (پہلا مرحلہ) کے لیے مجموعی طور پر 8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جن میں سے 46 نئے اسپتالوں کی تعمیر کے لیے 1.3 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

[24] خیبر پختونخوا حکومت نے اسکیم کے تحت 7.0 ارب روپے مختص کر رکھے ہیں۔

[25] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات کی مالیت میں 7.9 فیصد (جو 238.8 ڈالر کے معمولی اضافے کو ظاہر کرتا ہے) اضافہ ہوا۔ اس شعبے سے تجارتی توازن میں کمی کے لیے جو امید وابستہ کی گئی تھی اسے مد نظر رکھتے ہوئے یہ نمو بہت معتدل دکھائی دیتی ہے۔

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں خوردنی تیل اور گھی کے اجزا میں بحالی دیکھی گئی اور ان میں بالترتیب 9.6 فیصد اور 9.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں جمود (0.5 فیصد) اور کمی (0.9 فیصد) دیکھنے میں آئی تھی۔ آئندہ مہینوں میں پام آئل اور سویابین کی قیمتوں میں اضافے کی توقع کے باعث اشیا سازوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے کہ وہ بھاری مقدار میں خام مال درآمد کریں، جس کی پیچ پروسیسنگ اس رجحان میں تبدیلی کا بنیادی سبب ہے۔ بلیک مارکیٹ میں غیر معیاری گھی اور تیل بنانے والوں کے خلاف کامیاب مہم ایک اور سبب تھا، جس نے رسمی پیداکاروں کے لیے گنجائش پیدا کی (**شکل 2.6**)۔

آگے چل کر، اس شعبے کی نمو کا دارومدار بڑی حد تک چینی کی صنعت پر ہو گا کیونکہ گنے کی ایک بار پھر بمپر فصل کی توقع ہے، جس سے غذائی شعبے کی سرگرمیوں کو خاصی مہمیز ملے گی۔ لیکن متعدد عوامل (گنے کی قیمت، موسمی حالات، کچل کاری کے موسم کے شروع ہونے کا وقت، اور ادائیگی کی چکتائی) آنے والے سیزن میں چینی کی پیداوار کا تعین کریں گے۔

شکل 2.6: غذائی شعبہ–منتخب اجزا میں نمو

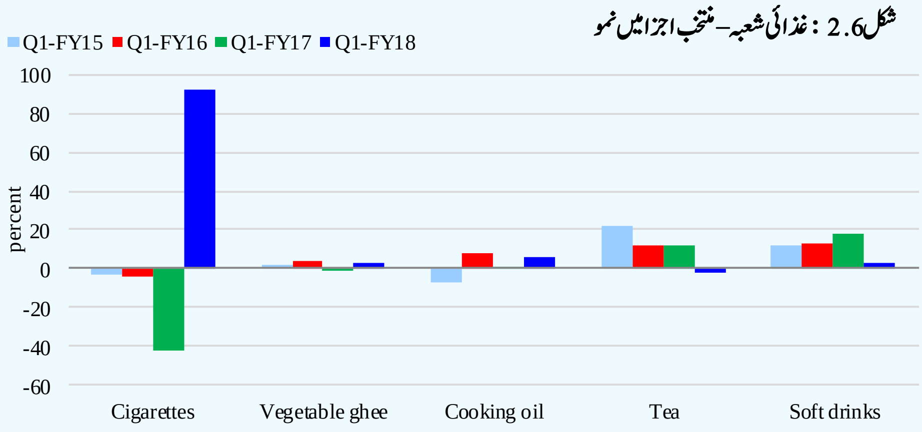

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.7: چمڑے کی برآمدات اور پیداوار پر وزیر اعظم کے پیکج کا اثر

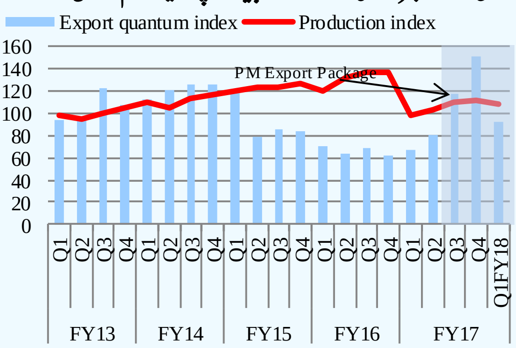

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

چمڑا

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں چمڑے کی صنعت میں بھی کمی کا رجحان بدل گیا اور اس میں 0.1 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.6 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔ پیداکاروں کی جانب سے صنعت کی بحالی کی کوششیں جیسے خام مال کی مؤثر دستیابی کے لیے رسدی کڑی کو بہتر بنانا اور برآمدی منڈیاں دریافت

کرنے کے نتائج سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں (**شکل 2.7**)۔ وزیر اعظم کے بر آمدی پیکیج اور اسکیم کے تحت ساز گار پالیسیاں اور صحت مند مارجن سے بھی پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملی۔ بجلی کی رسد میں بہتری نے اس سہ ماہی کی پیداوار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مزید برآں، صنعت کو مشینری کی درآمدات پر ری بیٹ کی شکل میں اضافی ترغیبات بھی دی گئی ہیں۔ جس سے چمڑے کی صنعت کو پیداوار کے پرانے طریقوں کے بجائے جدید طریقے اختیار کرنے میں مدد ملے گی۔

جدول 2.5: خدمات کے شعبے کے اظہاریے (جولائی تا ستمبر)

	م س17ء	م س18ء
تھوک و خردہ (18.5 فیصد)		
قرضوں کا استعمال۔ بہاؤ (ارب روپے)	-0.6	5.9
درآمدات (ارب روپے)	11.7	14.3
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (سال بسال نمو)	1.8	8.4
پیٹرول اور ڈیزل کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	3	3.5
زرعی قرضے (تقسیم۔ ارب روپے)	103.9	155.9
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات(13.3 فیصد)		
قرضوں کا استعمال۔ بہاؤ (ارب روپے)	-5.3	3.6
ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	3.4	4.1
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (اکائیاں)	12,778	14,223
موبائل فون کی گنجائیت (فیصد)	70.9	71.8
براڈ بینڈ صارفین (ملین)	44.6	48.1
مالیت و بیمہ (3.4 فیصد)		
اثاثے (ارب روپے)	15,134	17,560
ڈپازٹس (ارب روپے)	11,092	12,609
اثاثوں پر منافع (بعد از ٹیکس)	1.30 فیصد	0.90 فیصد
ایکویٹی پر منافع (بعد از ٹیکس)	14.20 فیصد	10.90 فیصد
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	139	112
عمومی حکومتی خدمات (7.6 فیصد)		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات (ارب روپے)*	703.3	783.7

نوٹ: قوسین میں دی گئی مالیت مالی سال 17ء میں جی ڈی پی میں حصہ کو ظاہر کرتی ہے۔

* صرف وفاقی حکومت۔

ڈیٹا کا ماخذ: ایس بی پی، پی بی ایس، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے میں قرض گاری کے اظہاریے بحیثیت مجموعی حوصلہ افزا تصویر پیش کر رہے ہیں (**جدول 2.5**)۔ تھوک و خردہ تجارت کے جز کو اشیاسازی میں صحت مند نمو کے ساتھ درآمدی حجم میں اضافے سے بھی فائدہ پہنچا۔ مزید تحرک زرعی شعبے سے آنے کی توقع ہے جو گذشتہ برس کی طرح اس بار بھی اچھی کارکردگی دکھانے کے لیے تیار ہے۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبوں میں قرضوں کے استعمال میں بحالی اس کے فریقوں کے اعتماد کو ظاہر کرتی ہے جبکہ کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافے سے ٹرانسپورٹ سرگرمیوں میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح، سی پیک کے تحت سڑکوں کے نیٹ ورکس کی توسیع اور اپ گریڈیشن پر جاری کام سے کارکردگی میں بہتری آرہی ہے، خاص طور پر بلند معیار کی سڑک کے زمرے میں اتنی زیادہ نمو بڑی ہائی ویز کی تعمیر پر توجہ دینے کی عکاس ہے (**شکل 2.8**)۔

شکل 2.8 : سڑکوں کے نیٹ ورک کے رجحانات

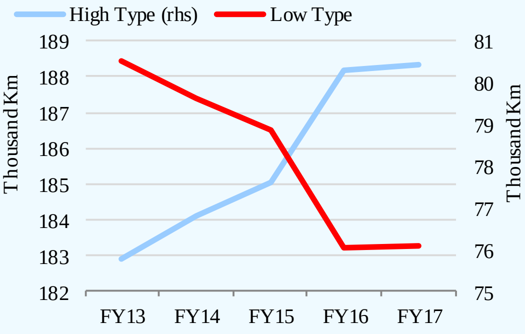

Data Source: PBS

موبائل فون کی گنجانیت کی بلند سطح اور براڈ بینڈ کے بڑھتے ہوئے صارفین کے باعث مالی سال 18ء میں ٹیلی کام شعبے کی نمو کا تسلسل جاری رہا۔ پاکستان میں ای کامرس کے شعبے کو ان تبدیلیوں سے براہ راست فائدہ پہنچا ہے اور استعمال اور کارکردگی ہر دو لحاظ سے ان میں مسلسل توسیع ہو رہی ہے (**دیکھیے اسپیشل سیکشن** 2.1)۔

دوسری جانب، کمرشل بینکوں کے اثاثوں اور ڈپازٹس میں اضافے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالیات اور بیمہ کے ذیلی شعبے نے عمدہ آغاز کیا ہے۔ کم شرح سود کے باوجود شعبۂ بینکاری کے مارجن میں کمی تشویش کا باعث ہے، اس سہ ماہی میں منافع کو ایک بڑے بینک کی جانب سے یکبارگی تموین کے اخراجات نے اضافی نقصان پہنچایا تھا، جس میں زیادہ حصہ ایک اہم بینک کا ہے جس کی بیرونی برانچوں میں سے ایک کے آپریشنز پر جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔